قومی سمی نار/ ویب نار

بہ عنوان

مولوی محمد باقر، دہلی میں ثقافت وصحافت اور 1857 کا معرکہ: تاریخی تناظر

تصوراتی خاکہ

INSTITUTE OF OBJECTIVE STUDIES
162, Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Tel: 011-26981187, 26987467, 26989253 Fax: 26981104
E-mail: ios.newdelhi@gmail.com
Website: www.iosworld.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندستان کی تاریخ میں اٹھارویں صدی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس صدی میں قدیم نظام شکست وریخت کی طرف بہت تیزی سے گامزن تھا، لیکن اس زمانۂ زوال میں بھی تہذیب اور زبان میں ترقی نظر آتی تھی۔ خواجہ میر درد (1721-1785) کے گھر پر جلسہ منعقد ہوتا، بزم شعروسخن سجائی جاتی، خاص وعام بے جھجک ان جلسوں میں شریک ہوتے، مغل بادشاہ بھی شریک رہتا اور جب خواجہ میر درد مکمل طور پر سلوک وطریقت میں جذب ہو گئے تو انھوں نے وصیت فرمادی کہ اب جلسۂ شعروسخن اُن کے گھر سے بڑھ کر میر تقی میر (1723-1810) کے گھر میں منقعد ہوا کرے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مرزا محمد رفیع سودا (1713-1781) اور میر کے عہد میں اردو شاعری کی تقریباً تمام اصنافِ سخن ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچ گئیں۔ اردو کے ان تین عظیم مرتبہ شاعروں کے علاوہ بھی کئی اور ممتاز ہستیاں تھیں جو شعر گوئی میں منفرد مقام رکھتی تھیں، جیسے قائم چاند پوری (م: 1793/94)، میر سوز (م: 1798) ان ہی کے پہلو بہ پہلو خان آرزو (1687/88-1756)، نجم الدین آبرو (م: 1733)، ناجی (م: 1747)، شیخ شرف الدین مضمون (م: 1734-35)، خواجہ میر اثر (1735/36-1794)، میر حسن (1737-1786)، حاتم (1699-1783)، جانِ جاناں مظہر (1699-1781) اور نواب صدر الدین محمد خاں فائز (1690/91-1713) بھی نظر آتے تھے۔ اردو زبان قلعۂ معلیٰ، خانقاہوں، ہر خاص وعام، بادشاہ ووزیر سب سے جُڑی ہوئی تھی۔ جانشین ریاستوں کے ظہور سے لامرکزیت کا دور دورہ، غیر ملکیوں اور داخلی چپقلشوں کی وجہ سے دربار، بادشاہ اور شاہجہان آباد سب ہی کی حالتِ زار دیدنی تھی، لیکن تہذیب کے دامن میں سب ہی پناہ گزیں تھے، اردو کا بول بالا تھا۔

مغلیہ سلطنت تو ضرور دلّی سے پالم تک محدود ہو گئی لیکن 1857 کے واقعات شاہد ہیں کہ مغل بادشاہ کا وقار قائم تھا، اُس کی قیادت سب کو قبول تھی، اُن کو بھی جو آپس میں دست وگریباں رہے تھے، ہندو مسلم سب ہی ایک ضعیف مغل بادشاہ کو اپنا سپہ سالار مان رہے تھے۔ مغل بادشاہ کا فرمان کمپنی بہادر کو مُلک سے نکال پھینکنے کے لیے جب جاری ہوا تو ہر طبقے نے اس پر لبیک کہا اور سپاہیوں اور عوام میں بے مثال جوش وخروش کے ساتھ حب الوطنی کا جذبہ موجیں مارنے لگا۔ دانشور بھی پیچھے نہیں رہے۔ یہ وہ پس منظر تھا جس میں اردو مصنّفین نے بھی 1857 کی بغاوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اُن کے قلم برہنہ شمشیر بن گئے اور اُن کے قلم نے اپنے باغیانہ لہجے سے قلعۂ معلیٰ سے لے کر شاہجہان آباد کے گلی کوچوں تک برقی لہر دوڑا دی۔ 1857 سے پہلے ہی اردو صحافت دلّی میں ڈیرہ جما چکی تھی اور جب میرٹھ سے آنے والے باغی سپاہی دہلی میں داخل ہوئے اور مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں کے خلاف بغاوت کی قیادت کے لیے آمادہ کر لیا تو اردو صحافت نے بھی شاہی فرمان کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے باغیانہ لہجہ اختیار کر لیا اور جامِ شہادت نوش کرنے کے لیے صحافی بھی بغیر کسی پس وپیش کے میدانِ کارساز میں زقند لگانے لگے، ان ہی میں ایک صحافی تھے مولوی محمد باقر۔

مولوی محمد باقر دہلی کے ایک معزز عالم خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اُن کے والد مولانا محمد اکبر علی معروف عالم تھے اور دہلی کے قد آور مجتہد بھی۔ دینی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد مولوی باقر نے آگے کی تعلیم کے لیے دہلی کالج کا رُخ کیا۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد انھوں نے کئی مشغلے اختیار کیے، جیسے اپنی مادرِ علمی دہلی کالج میں بہ حیثیت استاد مامور ہوئے اور پھر محکمۂ مالیہ میں تحصیل دار کے عہدے پر فائز ہوئے، لیکن اُن کا ذوقِ سلیم کسی دانشورانہ مشغلے کی طرف بڑھتا گیا، راہ بھی بنتی گئی۔ 1836 میں انگریز حکومت نے پریس قانون میں تبدیلی کی اور اخباروں کی اشاعت کی اجازت دے دی۔ وقت آ گیا تھا کہ مولوی باقر اپنی اُفتاد کے مطابق صحافت کے میدان میں اپنا قلم رواں کر دیں۔ اس طرح 1837 میں انھوں نے 'دہلی اردو اخبار' کی اشاعت شروع کی اور صحافت کو اپنے شب و روز کا مشغلہ بنا لیا۔ دہلی میں 'دہلی اردو اخبار' قومی اردو صحافت کا اولین نمونہ بن گیا۔ انھوں نے اخبار کی اشاعت میں جدید ٹکنالوجی کو متعارف کیا اور اخبار کی ترتیب میں یہ خیال رکھا کہ اخبار بینوں کی دلچسپی کس طرح پیدا کی جائے اور کیوں کر اخبار کی سرخیوں اور اُن کے تحت شائع ہونے والی خبروں کو قاری کے لیے قابلِ توجہ بنایا جائے۔ انھوں نے خبروں کی درجہ بندی کچھ اس طرح کی کہ دربار سے متعلق خبروں کو 'حضور والا' کا عنوان دیا اور کمپنی بہار کی بابت خبروں کو 'صاحبِ کلاں بہادر' کے تحت کیا۔ مغلیہ عہد کے واقعہ نویس لوگوں کے ذہن میں محفوظ تھے۔ لہٰذا مولوی باقر نے اسی مغلیہ روایت ایسے معتبر واقعہ نویسوں کا ایک جال بچھا دیا جنھیں اربابِ اقتدار تک رسائی حاصل ہو۔

بہت جلد 'دہلی اردو اخبار' قوم کے احساسات اور جذبات کا معلن بن گیا۔ کسی سیاسی جماعت کا وجود تو تھا نہیں، ایسے ماحول میں مولوی باقر کے اخبار نے عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنے اور غیر ملکیوں کے خلاف انھیں متحد کرنے میں نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ مولوی باقر کے قلم نے آزادی کے جذبے کو عشق کی حد تک پہنچا دیا اور ہم وطنوں میں برطانوی راج کے خلاف صف آرا ہونے کے لیے حوصلے اور اعتماد کی آگ بھڑکا دی۔ 1857 کے معرکے سے چار سال قبل ہی حکومت پر واضح ہو گیا تھا کہ مولوی باقر کا 'دہلی اردو اخبار' کس نہج پر جا رہا ہے۔ جیسا کہ 1853 کی ایک سرکاری رپورٹ سے عیاں ہو جاتا ہے جس میں کہا گیا کہ یہ اخبار بہت 'منھ پھٹ' اور 'دہلانے والا' ہے۔

جب 10 رمئی 1857 کو آزادی کی مشعل میرٹھ میں بھڑکی اور مجاہدین آزادی 11 رمئی کو دہلی میں داخل ہو گئے تو مولوی باقر کا اخبار بھی برہنہ سیف بن گیا، بلکہ یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ آزادی کا سپاہی بن گیا۔ اس کا بین ثبوت 17 رمئی 1857 کو شائع ہونے والا شمارہ ہے، جس میں مجاہدین کی پیش قدمی کی بابت ایک مفصل رپورٹ شائع ہوئی۔

دہلی میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا تھا اس کے علاوہ مولوی باقر نے ملک کے دیگر علاقوں بہ شمول میرٹھ، سہارن پور، لکھنؤ اور انبالہ میں ہونے والے واقعات کی رپورٹیں جو عینی شاہد مہیا کر رہے تھے وہ بھی شائع کیں۔ مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرنے اور انھیں کمک پہنچانے کے لیے عوام پر زور دیا کہ وہ اُن کے ساتھ تعاون کریں اور جدوجہد میں شریک ہوں۔ 'دہلی اردو اخبار' کے بے شمار شمارے مولوی باقر کے اس سیاسی رجحان کے شاہد ہیں۔

مولوی باقر نے صحافت کو سماجی مسائل سے بھی جوڑا۔ سیاسی صورت حال، موقع پرستوں کی سازشوں کے سبب روزمرہ کے اشیائے خورد و نوش میں کمی واقع ہو گئی، لہٰذا بدنیت دوکان دار من مانی قیمت وصول کرنے لگے تھے، لوٹ مار اور ذخیرہ اندوزی شروع ہو گئی۔ 'دہلی اردو اخبار' نے ایسے لوگوں کے چہروں کو بے نقاب کیا۔

مولوی باقر ہندو مسلم اتحاد کے بہت بڑے داعی تھے۔ جب انگریزوں نے عوام میں مذہب کی بنیاد پر بے آہنگی کے بیج بونے کی کوشش کی تو مولوی باقر نے برطانوی حکومت کو للکارا اور انھوں نے 4/ جون 1857 کے شمارے میں انگریزوں کی اس غلیظ سازش کا بھانڈا پھوڑا اور عوام سے اپیل کی کہ وہ متحد رہیں۔

عین بغاوت کے دوران مولوی باقر نے اخبار کا نام تبدیل کر کے 'اخبار الظفر' کر دیا۔ ستمبر 1857 کے اوائل میں جب مجاہدین کو ایک کے بعد ایک شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ کمزور ہو گئے تو مولوی باقر کا بھی دل ٹوٹ گیا، جس کا اظہار انھوں نے 13/ ستمبر کے شمارے میں کیا، جو اخبار کا آخری شمارہ ثابت ہوا۔ مولوی باقر کو 14/ ستمبر کو گرفتار کر لیا گیا اور کوئی مقدمہ قائم کیے بغیر دو دن بعد 16/ ستمبر کو انھیں گولی مار دی گئی۔ اس طرح مولوی باقر ہندستان کے پہلے شہید صحافی کہلائے۔ یہ بھی ایک سانحہ ہے کہ مولوی باقر کی شخصیت پر بعض نازیبا تبصرے بھی منظر عام پر آئے۔ اس سلسلے میں عادل فراز کی کتاب ''اردو صحافت اور مولوی محمد باقر دہلوی: ایک تجزیاتی مطالعہ'' سے بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں۔

مولوی محمد باقر کی اردو صحافت کو وسیع تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے، جس میں سیاست، ثقافت، اردو زبان و ادب کی ترقی، مشاعرے، قلعۂ معلیٰ اور دیگر عمارتوں، خانقاہوں، درگاہوں، دلّی کے گلی کوچوں کا ذکر لازمی طور پر آئے گا۔ مجوزہ سمی نار/ ویب نار کا مقصد یہی ہے کہ 1857 کی بغاوت کا عمیق مطالعہ کیا جائے اور خاص طور سے دہلی کی ثقافت کا احاطہ کیا جائے اور ثقافت کو اردو صحافت سے جوڑتے ہوئے بالخصوص مولوی محمد باقر کی مجاہدانہ اردو صحافت کا مطالعہ کیا جائے۔

تحقیق اور مطالعے کے لیے ذیلی عناوین:

- ☆ مولوی محمد باقر: تعارفی خاکہ
- ☆ 1857 کے معرکے سے پہلے ملک اور دہلی کے سیاسی، سماجی اور معاشی حالات: مجموعی جائزہ
- ☆ 1857 سے قبل اور مابعد دہلی میں تہذیب و ثقافت
- ☆ مسلم ادارے: جامع مسجد، درگاہ مہرولی شریف، درگاہ حضرت نظام الدین
- ☆ دہلی کالج کا اردو دانشوری کے فروغ میں حصہ
- ☆ دانشورانہ ماحول: اردو ادب کے حوالے سے، بالخصوص علما اور دانشور
- ☆ مشاعرے کی تہذیب میں صوفیوں اور بادشاہوں کا حصہ
- ☆ قلعۂ معلیٰ کے مشاعرے
- ☆ شہر آشوب کی روایت اور 1857 کا معرکہ
- ☆ اردو صحافت کی ابتدا اور 1857 کے معرکے سے قبل اردو صحافت کی حالت
- ☆ اردو صحافت 1857 کے معرکے کے دوران
- ☆ مولوی محمد باقر اور 'دلی اردو اخبار' اور 'اخبار الظفر'

☆ 'دہلی اردو اخبار' کی نہج 1857 کے معرکے سے قبل اور معرکے کے دوران

☆ دہلی اردو اخبار پریس اور اس کی مطبوعات

☆ 1857 کے حوالے سے دیگر زبانوں میں شائع ہونے والے اخباروں سے اردو صحافت کا تقابلی مطالعہ

☆ مولوی محمد باقر: تحریک آزادی کا ایک فکری و عملی ماڈل

☆ نئی نسل کے صحافیوں کے لیے مولوی محمد باقر ایک نمونہ شخصیت

اہم تاریخیں:

خلاصہ مقالات جمع کرنے کی آخری تاریخ (Inpage،pdf اور doc فائل میں) **15/ستمبر 2020**

مکمل مقالہ جمع کرنے کی آخری تاریخ (Inpage،pdf اور doc فائل میں) **30/اکتوبر 2020**

خلاصہ مقالات ان ای میلز پر بھیجیں: ios.newdelhi@gmail.com
sjdinlam@gmail.com

استفسار کے لیے رابطہ کریں:

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

162، جوگابائی، مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-25

فون: 91-11-26981187, 26989253, 26987467

ای میل: ios.newdelhi@gmail.com

ویب سائٹ: www.iosworld.org

❑ ❑ ❑